رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریدار ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۲ | ۱۳۔ جون سنہ ۱۹۱۵ء | بروز پنجشنبہ | مطابق ۲۸ رجب سنہ ۱۳۳۳ ہجری | نمبر ۱۵۲

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت پھر کچھ ناساز ہو۔ رزش کی شکایت کم و بیش چلی جاتی ہے اسوجہ سے درس ابھی بند ہے اللہ تعالےٰ جلد تر شفائے کلی عطا فرمائے۔ آمین ٭

(۲) تعلیم الاسلام ہائی سکول سے چار زیر تجویز طلباء میں سے بھی بفضلہ تعالےٰ تین اور امتحان انٹرنس میں کامیاب ہو گئے یعنے کل ۲۵ میں سے ۲۱ پاس ہوئے نتیجہ ماشاء اللہ بہت قابل فخر و مسرت ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس خوشی میں دونوں مدرسوں کو ایک روز کی چھٹی دیگئی ٭

(۳) ایام زیر اشاعت میں حسب ذیل برادران دینی حاضر دارالامان ہوئے (ماسٹر) احمد حسین صاحب فریدآبادی دہلی سے۔ مولوی جلال الدین صاحب منشی فاضل نومسلم لاہور سے۔ ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر علاقہ گورداسپور سے

اخبار احمدیہ

۱۔ چودھری عبدالسلام اطلاع دیتے ہیں کہ جلسہ کاٹھ گڑھ ۱۷۔ ۱۸ جون بروز جمعرات و جمعہ ہوگا۔ روپڑ کا جلسہ ۲۰ و ۲۱ جون۔ حسن پور ۲۳ جون کو ہے ٭

۲۔ حسن نواز احمدی میجر رسالہ ملک بلجیم احباب کو سلام علیکم کہتے ہیں۔ اور حضور خلیفہ ثانی کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ میں بڑے مضبوط دل سے محسن گورنمنٹ کی نمک حلالی اور حضرت صاحب کے حکم کے مطابق حق وفاداری پورا کرنے کے واسطے جان قربان کرنے کو تیار ہوں دعاؤں کی ضرورت ہے اور برادر موصوف لکھتے ہیں کہ یہاں فرانس کے رسالوں میں کچھ مسلمان سنے جاتے ہیں موقعہ ہوا تو ملاقات کرونگا۔ خدا تبلیغ سلسلہ کی توفیق بخشے ٭

۳۔ حضور نے ایک شخص کو لکھوایا کہ زکوٰۃ کے لئے زیادہ پسندیدہ امر یہی ہے کہ آپ ہماری انجمن میں جمع کرا کے ترقی اسلام میں بھجوادیں۔ اگر کوئی شخص اس مقام میں مستحق زکوٰۃ ہو تو اس کا نام بذریعہ سکرٹری انجمن مقامی بھیجدیں یہاں سے اس کو زکوٰۃ کا روپیہ بھیجدیا جائے گا۔ اس طرح ایک نظام قائم رہتا ہے ٭

۴۔ ایک شخص نے کہا کہ میں اگر فلاں کام کروں تو خدا مجھے آپکی بیعت سے خارج کر دے آپنے لکھوایا کہ ایسی قسم کھانی درست نہیں اپنے لئے دعا کریں۔ الٰہی غضب کی تحریک نہیں کرنی چاہیئے۔ جس خدا کے پاس غضب ہے اس کے پاس رحم بھی بہت ہے ٭

۵۔ برادر علاؤ الدین صاحب ہیڈ ماسٹر (زنانہ) اسسٹنٹ

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

کوٹ دفعدار جاندادخان صاحب. سیدان جنگ سے دُعا کے لئے عرض کرتے ہیں ؛

۶ - برادر غلام رسول احمدی سخنہ کلری لکھتے ہیں سستی سے بیعت نہیں کی تھی ۔بیعت کی درخواست کرتا ہوں ؛

۷ - برادر احمدؐ احمدی لکھتے ہیں کہ دو آدمی بنام محمدؐ و محمد علی حضور سے بیعت کرتے ہیں (ب) یہاں مالا بار میں بازار میں کھڑے ہوکر تبلیغ نہیں کر سکتے ۔ مگر میں اپنے طور پر کوشش کرتا ہوں ؛

۸ - ایک شخص نے دریافت کیا کہ غیر مبایعین کو لڑکی کا رشتہ دینا جائز ہے یا نہیں ۔ جواب میں حضور نے لکھوایا ۔ حرام تو نہیں مگر پسندیدہ بھی نہیں ؛

۹ - محمد عبد العزیز صاحب مدرس ورنگل (حیدر آباد دکن) سے لکھتے ہیں کہ مینے ۱۲ - مئی ۱۹۱۲ء خلیفہ اوّل سے بیعت کی تھی ۔ حضور کا القول الفصل پڑھ کر بیعت میں داخل ہوتا ہوں ۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی ۔ نبی اللہ ۔ مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں اور آپ خلیفہ ثانی مسیح موعود برحق ہیں ۔ آپ میری بیعت قبول فرمائیں ؛

۱۰ - برادر عبد الکریم قندہاری کمانڈنگ آفیسر کیمل کورس دُعا کے لئے عرض کرتے ہیں ؛

۱۱ - حضور نے لکھوایا جو احمدی ۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے ۔ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ؛

۱۲ - ایک شخص نے دریافت کیا کہ غیر احمدی نے مجھ محبت سے اپنی شادی پر بُلایا ہے ۔ حضور اجازت دیں تو جاؤں فرمایا کچھ حرج نہیں جانا چاہیئے ؛

۱۳ - سید محمدؐ شاہ صاحب کوٹ دفعدار لکھتے ہیں کہ ایک مولوی سے مینے پوچھا ۔ جیٹھ اساڑھ میں گرمی زیادہ ہو تو آگ برسنے کی اُمید ہوتی ہے یا بارش کی ۔ اس نے جوابدیا برسات کی ۔ اسپر موجودہ فتن و مصائب کی طرف توجہ دلا کے جب سوال کیا تو وہ خود کہنے لگا کہ مہدی ظاہر ہونے والا ہے ۔ شاہ صاحب نے کہا ۔ ع

"پس از اں کہ نہ مانیم بچہ کار خواہد آمد"

کیا کھنڈروں میں آکر اسلام کی اشاعت کریگا اسکے بعد نماز کا وقت آیا ۔ لوگوں نے کہا کہ نماز پڑھ لو ۔ آپنے کہا میری نماز ایک رسُول کے منکر کے پیچھے نہیں ہوتی ؛

۱۴ - لکھوایا حضور نے ۔ کہ غیر احمدی اہل کتاب سے تو بدتر نہیں ۔ اس لئے اُن کا ذبیحہ جائز ہے ؛

۱۵ - ماسٹر نور الٰہی صاحب سونی پت خدا جزائے خیر دے تبلیغ کا بڑا جوش رکھتے ہیں پہلے تو آپ خان بہادر مرزا سلطان احمدؐ صاحب کے پاس کتب سلسلہ لیکر کوٹھی پر پہنچے پھر ایک مسجد میں گئے جہاں جانے سے لوگ بہت ڈراتے تھے اوران کا دعوے تھا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی کام کیا جائے تو اس میں خدا خود حافظ و ناصر ہوتا ہے لوگ جمعہ سے فارغ ہوئے تھے ۔ ممبر پر چڑھ کر کہا ۔ میرا ایک پیغام سُن لو یہ وقت طاعون ۔ زلازل ۔ جنگ محیط عالم ہے یہ مصائب بتاتے ہیں کہ ایک رسول مبعوث ہو چکا ہے ۔ اور وہ مرزا غلام احمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو ایمان لاؤ تا نجات پاؤ خوب کھول سُنایا ۔ لوگوں نے اطمینان سے سُنا ۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ؛

نامہ نگار الفضل کی غلط فہمی

راجپوت قوم کے لئے ایک مُصیبت کا زمانہ ہو ۔ غیر احمدیوں کی بحث کو تو جانے دیں احمدیوں کی بحث کو سُن لیں ۔ احمدیوں سے سُنا ہے کہ یہ کوئی دینی معاملات نہیں ہیں یہ ہمارے دنیاوی تعلقات ہیں ہم جہاں چاہیں رشتہ ناطہ کریں ۔ اور اکثر طور پر اپنی لڑکیاں غیر احمدیوں کو دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو ہمارے بزرگوں نے چھت مکان کے قواعد بنائے ہیں انمیں بڑی حکمتیں ہیں ایسے احمدیوں کو ہمنے بائیکاٹ کیا ہے ۔ والا جو نیک اور متقی ہیں ۔ انکو تو بائیکاٹ نہیں کیا ۔ اعلان میں تو لکھا ہے ۔ انّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی زیادہ مکرم ہے جو زیادہ متقی ہے ۔ ہمیں سٹر وعہ ۔ رہا ہوں ۔ گڑھ شنکر سے کچھ سروکار نہیں ۔ صرف متقی اور پرہیزگار خدا رسیدہ ہمدرد احباب کی ضرورت ہے ۔ جو ہمیں چل کر ملنا چاہتا ہے ہم اس کو دوڑ کر ملنا چاہتے ہیں ۔ مہربانی فرما کر مطلع فرمائیں کہ اسمیں کونسی نفسانی جوش کی بات ہو ۔ کیا متقی پرہیزگار خدا رسیدہ ہمدرد احباب کے ہاں اپنی لڑکیوں کا رشتہ کرنا نفسانی جوش ہے خدا کیلئے کچھ غور کریں ؛

دوسرے رہی یہ بات کہ حضرت صاحب کے ذریعہ انکو متنبہ کیوں نہیں کیا گیا ۔ اسکی بابت عرض ہے، کہ یہ آپکا ایک ذاتی خیال ہے ۔ دوسرے کے لئے حجت نہیں ہمنے یہ اعلان حضرت صاحب کی اجازت اور حکم سے کیا ہو ۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت امیر المسلمین کی خدمت میں ایک احمدی نے خط لکھا کہ بڑے چھتوں اور مکانوں والے ہم کو لڑکیاں نہیں دیتے حضرت نے مجھے فرمایا کہ تم بھی اس خط کو پڑھ لو ۔ اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ تمام چھتوں اور مکانوں کو توڑ کر ایک راجپوتی احاطہ بناؤ مینے عرض کیا کہ راجپوتی احاطہ کی کیا ضرورت ہے، ایک احمدی احاطہ ہی رہے ۔ آپنے فرمایا کہ درست راجپوتی احاطہ بناؤ ۔ ہمنے تو آپکے الفاظ کو مبارک سمجھ کر اعلان کیا کہ ہم تمام چھتوں اور مکانوں کو توڑتے ہیں ۔ اور پھر یہ اعلان لکھ کر حضرت صاحب کو دکھلایا ۔ آپنے پھر یہ فرمایا کہ چھتوں اور مکانوں کو توڑ ڈالو اور فرمایا ۔ شائع کردو یہ بھی ایک دینی جہاد ہے ؛

ہمنے تو حضرت صاحب کے حکم کے بموجب اور آپکی اجازت سے شائع کیا ہے آپ جو کچھ چاہیں کہیں لکھیں ہمیں اس کی پرواہ نہیں اور نہ پرواہ ہونی چاہیئے ۔ نیک تحریک کی کئی ایک لوگ تائید کرنے والے ہوتے ہیں ۔ کئی ایک مخالفت کرنے والے ہوتے ہیں ۔ حق ہمیشہ غالب رہتا ہے ؛

عبد السلام از کاٹھ گڈھ ۳ - جون ۱۹۱۵ء

اٹلی نے بارہ دن کی کوشش میں ۱۶۸ میل سرحد پر آسٹریا کے تمام ناکے بند کر دئے ہیں ۔ سنٹرل نیوز سوگا نو کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ ٹا بنیوا اور ایورٹیو کے وادی میں دشمن پہاڑی کو کاٹ کر بنائی ہوئی خندقوں کا استعمال کر رہا ہے ؛

سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ مسٹر میک کینا اور اطالوی وزیر مال نے باہم مالی امداد کے متعلق تجاویز پر غور کیا ۔ اور کانفرنس سے اس امر کا اظہار ہوا کہ دونوں گورنمنٹوں کا رابطہ اتحاد نہایت مضبوط ہے ۔ اور وہ مالی ذرائع کو ایک دوسرے کی مدد کے لئے ایسے ہی استعمال کرنے پر آمادہ ہیں ۔ جیسے کہ بحری اور بری افواج استعمال کی جا رہی ہیں ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۱۳ جون ۱۹۱۵ء

قصر امن میں ایک جلسہ

پائدار صلح کیونکر ہو سکتی ہے؟

صُلح کا احسن طریق کیا ہے؟

تازہ ولایتی ڈاک سے واضح ہوتا ہے کہ مئی کے پہلے ہفتہ کے اندر ہیگ کے قصر امن میں جنگ کے روکنے امن کے بحال کرنے اور متخاصمین حرب میں جلد صلح کرا دینے کی غرض سے مختلف ممالک یورپ کی خواتین کا ایک جلسہ ہُوا اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس جلسہ کی تحریک دراصل جرمنی کی طرف سے ہوئی تھی۔ چنانچہ حاضرین جلسہ کی بیشتر تعداد نے جرمنی سے اظہار ہمدردی کیا۔ اس حالت کو جب انگلستان کی ایک دختر نے جو برطانوی قائم مقام کی حیثیت سے شریک اجلاس ہوئی تھی۔ ملاحظہ کیا تو وہ حقیقت حال کو بھانپ گئی اسکی رگ حمیت میں حریت کے خون نے جوش مارا۔ اور اس کی زبان پر ملکہ بوڈیشیا کی طرح غیرت و وطن پرستی سے مملو الفاظ جاری ہوئے۔ اور وہ بولی! "دیکھو انگلستان میں آج اگر ایک عورت صلح کی خواہاں ہے تو اس کے مقابل ایک ہزار ایسی ہیں جو اجازت ملنے کی صورت میں فرانس کے میدان کارزار میں شریک ہونے کے لئے ہمہ تن طیار ہیں۔ دیکھو! میں حقوق طلب عورتوں سے تعلق رکھتی ہوں۔ اس لئے مجھے علم ہے کہ آج میری تمام ہمخیال بہنیں مردوں کی طرح جنگ کی حامی ہیں"۔

دوستو! یہ الفاظ گو ایک عورت کے مُنہ سے نکلے ہیں مگر نہایت مناسب اور نتیجہ خیز ہیں اور ایسی قوم کے لئے مسکت جواب ہیں جو نہ صرف قصر امن کی بے حرمتی میں سب سے آگے ہے بلکہ امن و صلح کے نام سے اپنی اغراض جنگ کو تقویت دینا چاہتی ہے۔ یہ الفاظ گو جنگ یورپ کے حالات کو مدنظر رکھکر کہے گئے ہیں۔ اور ان کا منشاء صرف یہ ہے کہ برطانیہ کے مرد و عورت باعزت صلح حاصل کرنے اور کمزور اقوام کی حفاظت کا پائدار انتظام کرنے کے لئے آخر دم تک لڑنے کو تیار ہیں۔ لیکن اگر ان کو نظر تعمق و خوض سے دیکھا جائے تو ان کا اطلاق ہر مقام پر ہو سکتا ہے۔ اور ہر ایک ایسا سر جس میں صحیح دماغ ہے۔ اور پھر دماغ میں عقل سلیم ہے اس بات سے اتفاق رکھیگا کہ وہ صلح جو محض وقت گذاری اور اچھے موقعہ کی تلاش کیلئے کی جاتی ہے یا اس کی غرض محض دنیا کو دھوکہ دینا اور سادہ مزاج لوگوں کو بہکانا ہوتا ہے وہ کبھی پائدار نہیں ہو سکتی۔ پائدار صلح ایک خونریز جنگ چاہتی اور بھاری قربانیاں مانگتی ہے۔

تاریخ عالم اس امر کی شاہد ہے کہ امن و صلح کے بہترین حامی اور معلمین بھی آخر اس بات پر مجبور ہوئے کہ اپنے گلہ کو اشرار کے شر سے محفوظ رکھنے اور اپنی قوم کے لئے ایک پائدار و دیرپا صلح و امن حاصل کرنے کے لئے تلوار پر ہاتھ رکھیں۔ چنانچہ وہ مسیح ناصری جس کے حلم جس کی بُردباری جس کی غریب مزاجی کی حکایات اناجیل کے صفحات و مسیحی مبشرین کی تقاریر کی زینت ہیں آخر مجبور ہُوا کہ اپنے پیرووں کو اسلحہ حرب خریدنے اور وہ بھی کپڑے بیچ کر خریدنے کی اجازت دے۔ اور اس نے کہا کہ

"میں صلح کے لئے نہیں بلکہ جنگ کرانے کے لئے آیا ہوں"۔

پھر وہ رحمۃ للعالمین رسُول عربی جو انبیاء کی جماعت کا سردار اور سراسر رحم و رافت تھا جس نے ظالم سے ظالم جابر سے جابر اور سنگدل سے سنگدل دشمنان اسلام کو مغلوب کر کے معاف کر دیا اور جس نے دنیا میں سب سے پہلے

"امن و سلامتی کا سفید جھنڈا بلند کیا"۔

آخر اس پر مجبور ہُوا کہ دشمنان سیاہ دل و قسی القلب کے مقابل تلوار نیام سے باہر کرے۔

پس یاد رکھنا چاہیئے کہ جو لوگ صلح کے نام سے دھوکہ دینا چاہیں۔ اور صلح کی اصل اغراض کو پس پُشت ڈال دیں اور دُنیا کی خاطر شیطان کو سجدہ کرنے میں دریغ نکریں انکا جواب وہی ہے جو قصر امن کی چھت کے نیچے انگلستان کی فہیم دلیر بیٹی مس ملنگٹن نے دیا۔ اور یہ مسلمہ امر ہے کہ صلح ہاں دیرپا اور پائدار صلح وہی ہے جو جنگ کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اور جسکی شرائط کے طے ہوتے وقت اگر دشمن کو مراعات بھی دی جائیں تو اگر اس کے اندر شرافت ہے تو وہ انکی قدر کریگا۔ اور ایسی صلح پائدار صلح ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ مدبرین انگلستان کے سامنے جب جنگ کے اختتام کا سوال آتا ہے تو وہ وہی جواب دیتے ہیں جو مسٹر ابراہیم لنکن رئیس جمہوریہ امریکہ نے دیا تھا۔ اور وہ یہ کہ

"جبتک ہمارا مقصد حاصل نہ ہو جائے جنگ جاری رہیگی"۔

پھر جب شرائط صلح کا ذکر آتا ہے تو برطانیہ کے اخبارات لکھتے ہیں "انگلستان ہرگز ہرگز اس وقت تک صلح نہیں کریگا جب تک حرب نوازی کے عفریت کا سر اسطرح نہ کچلا جائے کہ وہ آئندہ دنیا کے امن کو برہم کرنے کی جرأت نہ کر سکے"۔

ہماری رائے میں احسن اور اکمل صلح بھی یہی ہے اور ایسی ہی صلح اچھے نتائج پیدا کر سکتی ہے مگر اسے پائدار اور مفید بنانے کے لئے وہ احسن طریق ہے جو خدا تعالیٰ کے مقدس نبی رسول اللہ نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور جب فتح مکہ کے بعد دشمنوں کی تمام طاقت ٹوٹ چکی۔ اور وہ اسیران سلطانی کی صورت میں پیش ہوئے تو سراپا رحمت رسول خدا نے انکو معاف کر دیا۔ اور آزادی عطا فرمائی نتیجہ یہ ہُوا کہ وہ صلح و مذہب کی آغوش میں آگئے۔ اور وہ نتائج مترتب ہوئے جو اسلامی فتوحات کی صورت میں صفحہ تاریخ پر منقوش ہیں۔ پھر صلح کا احسن طریق وہ ہے جو محمد رسول اللہ کے بروز حضرت احمد نبی اللہ نے پیغام صلح میں پیش کیا۔ اور وہ یہ کہ تم ہمارے معتقدات کا احترام کرو۔ لا الہ الا اللہ پر صدق دل سے ایمان لاؤ۔ اور صلح کا مضبوط رشتہ باندھو۔

احمدی جماعت کے اندر بھی ایک حرب نواز گروہ کے طفیل آتش جنگ مشتعل ہوئی۔ اسوقت صلح صلح کی آوازیں بلند کی گئیں۔ اور قصر امن کے اجلاس کیطرح صلح کے پردہ میں اہل الرائے کہلانے والوں نے اپنی اغراض کے حصول کی کوشش کی لیکن خدا تعالیٰ نے چاہا کہ پائدار صلح کی بنیادیں رکھے اور حق کو کامیاب کرے چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ دشمن کی طاقت کمزور ہوئی اور ہو رہی ہے صرف معدودے چند ناواقف یا کمزور ایمان لوگ اس علم کے زیر سایہ جمع ہیں جو قادیان کے برخلاف بلند کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ چاہیگا تو وہ بھی ایک دن ہم سے آ ملیں کر بیٹھے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

اللّٰھمّ انی بک اصول و بک احول

مسئلہ نبوت و کفر و اسلام

"بجواب ٹریکٹ مولوی محمد علی صاحب:-

ماہوار گالیاں دینے کا اہتمام

الفضل کی کسی گزشتہ اشاعت میں میں نے لکھا تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے مرشد اپنے ہادی۔ اپنے رہنما کے اہلبیت اصحاب الصفہ اور سواد اعظم جماعت احمدیہ کو گالیاں دینے کے واسطے تنخواہ دار ایجنٹ رکھے ہوئے ہیں اور ایسی سعید روحیں۔ ڈیوڑھے دگنے وظائف دے کر مہیا کی جا رہی ہیں لیکن اسپر بھی جب آپکا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور خاطر عالی کی تسکین نہیں ہوتی تو مہینے میں ایک آدھ بار خود قلم اُٹھاتے ہیں پچھلا مضمون جس کی گالیوں کی فہرست الفضل کے ایک نوٹ میں شائع کر دی گئی تھی۔ ۲۰ مئی کو نکلتا تھا۔ جب ۲۰ جون۔ تاریخ گزر گئی تو مجھے کسی قدر تعجب ہوا۔ کہ اپنی محبوب کارروائی میں مولوی صاحب موصوف نے کیوں وقفہ گوارا کیا۔ لیکن آج وہ حیرت جاتی رہی۔ کیونکہ ایک ٹریکٹ میں آپنے ۲ عکس شائع کر کے کلمۃ الفصل کا جواب نہ دے سکنے کی خفت کو مٹانا چاہا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے دو عکسوں کا شائع کرنا۔ ان کے حق میں مفید نہیں ہوا۔ صدر انجمن قادیان کی پوزیشن کے بارے میں ایک عکس بصرف زر خطیر شائع کیا۔ جب خوب اشاعت ہو چکی تو خود ہی اول کافریلہ بن بیٹھے۔ دوسرا عکس بھی خفیہ خفیہ تقسیم کر کے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ہم وہ مریدان رشید ہیں جنہوں نے خلیفہ اول مولانا نور الدین کو دیا اور ان پر مالی بدظنی کی اور پھر حضرت نواب صاحب اور حضرت میر ناصر نواب اور سیدنا صاحبزادہ مرزا محمود احمد کو نالائق اور بے جا جوش رکھنے والے کہہ کر اس پاک انسان کو دکھ پر دکھ دیا۔ بہر حال

کیا مولوی محمد علی صاحب کے عقاید عبدالحکیم خان کے عقاید نہیں

مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں:- کہ "احمدیوں کے سوا دنیا کے کل مسلمان کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ آہ وہ مسیح موعود جو ساری عمر لوگوں کو ان کے تکفیر کے فتووں کی وجہ سے کہ وہ ایک کلمہ گو اہل قبلہ مسلمان کو کافر کیوں کہتے ہیں۔ ملزم کرتا تھا۔ آج اسکی اولاد دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے۔ فیا للعجب" پھر لکھا ہے کہ "میرے عقیدہ کو عبدالحکیم کا عقیدہ کہتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ ہمیں کیا شک ہے کہ آپ وہی کہتے ہیں جو عبدالحکیم خان نے کہا صرف فرق یہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے مسیح موعود کو مخاطب کیا۔ اور آپنے سیدنا محمود کو۔ باقی کامل اتحاد ہے دیکھیے عبدالحکیم خان کے الفاظ یہ ہیں:-

"آپ کے نزدیک تیرہ کروڑ مسلمانوں میں کوئی بھی سچا خداپرست راستباز نہیں۔ کیا محمدی اثر اس تمام جماعت پرسے اُٹھ گیا۔ کیا اسلام بالکل مردہ ہو گیا۔ کیا قرآن مجید بالکل بے اثر ہو گیا × × × کہ آپ کی جماعت کے سوا نہ باقی مسلمانوں میں راستباز ہیں نہ باقی دنیا میں۔ بلکہ تمام کے تمام سیاہ باطن۔ سیاہ کار اور جہنمی ہیں × × × کیا تو وہ وقت تھا کہ آپ مولویوں پر طنز کیا کرتے تھے کہ وہ کلمہ گویوں کو کافر کہتے ہیں۔ اور قول نقل کیا کرتے تھے۔ کہ جس شخص میں ۹۹ جزا کفر کے ہوں۔ اور ایک جز اسلام کا ہو اسکو بھی کافر نہ کہنا چاہیے۔ میں اب تک اس تعلیم پر قایم ہوں اور امت محمدی کو بلا وجہ صریح کافر نہیں کہہ سکتا۔ اور آپ بلاوجہ کافر کہتے ہیں۔ اچھی خاطر ہوئی × × × آپ تیرہ کروڑ مسلمانوں کو جو تیرہ سو سال میں پیدا ہوئے۔ اپنے استدلال کے خلاف کرنے سے کافر کہتے ہیں × × × تیرہ کروڑ مسلمان × × × سب کے سب خارج از اسلام ہیں۔ جیسا کہ تمام یہود و نصاریٰ آنحضرت کے آنے سے خارج ہو گئے تھے۔ گویا کلمہ بھی یہ چاہیئے لا الہ الا اللہ المرزا۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا تو اب کار آمد نہیں رہا۔ تا وقتیکہ آپ کو نہ مانا جائے × × × آپ تو صاف لکھتے ہیں کہ مجھپر ایمان لانے کے بغیر نجات نہیں پہلے مجدد و امام بنے پھر جزدی نبی اور امتی نبی بنے۔ پھر جزوی نبی سے کامل نبی۔ اور امتی نبی سے مستقل نبی"

اب فرمایئے جناب مولوی محمد علی صاحب بالقابہ کیا آپ بھی یہی کہتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا فی الواقع عبدالحکیم خان مرتد کی زبان آپکے منہ میں ہے یا نہیں۔ لفظ لفظ اسکا آپکے اعتراضات سے ملتا ہے پس ہمارے مکرم صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے فی الواقع سچ کہا ہے۔ کہ تمہارے عقاید عبدالحکیم کے ہیں۔ اور اگر یہ عذر ہو کہ عبدالحکیم تو مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ اور میں مانتا ہوں۔ تو سُن لیجئے۔ کہ ابتداء ارتداد میں اسکا بھی یہی حال تھا چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

"میرے جو عقاید ابتدائی زمانہ میں تھے بعینہ وہی اب ہیں اور آپ کی (حضرت مسیح موعود) عزت و عظمت بلحاظ جزو رسالت میرے اندر وہی ہے۔ جو اسوقت تھی"

پھر لکھا ہے:-

"السلام و السلام الف الف سلام علیکم و علی المسیح (حضرت صاحب) و علی من لدیکم × × × تیرہ کروڑ مسلمان × × خواہ وہ کیسے ہی موحد خدا پرست ہوں۔ جو مرزا صاحب کو نہیں مانتے وہ سب کے سب خارج از اسلام ہیں اور ناقابل نجات۔ یہ مسئلہ بنیات قرآنی کے خلاف صریح طور پر معلوم ہوتا ہے"

پھر لکھتا ہے:-

"حضرت مسیح الزمان کو مسیح و مہدی مانتا ہوں" ساتھ ہی بشر بھی"

اور اگر آپ کو یہ غرہ ہے کہ مجھے اپنے عقاید پر ایسا بھروسہ ہے کہ میں نے کہا تھا کہ اگر میں ہلاک بھی ہو جاؤں۔ تو حق یہی ہے جسپر قایم ہوں۔ تو اسمیں بھی ڈاکٹر عبدالحکیم خان آپسے پیچھے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

"میں کہتا ہوں اے خداوند میں نے اگر یہ سب کچھ تیری عظمت اور جلال کی خاطر نہیں کیا۔ تو مجھے ابھی ایک منٹ کے اندر ہی اس دنیا سے اُٹھا لے"

کیا حقیقۃ النبوۃ کی بنیاد ریت کے ٹیلے پر ہے

پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ حقیقۃ النبوۃ کی بنیاد ریت کے ٹیلے پر ہے۔ سمجھ نہیں سکتا کہ جب اس کی بنیاد ریت کے ٹیلے پر ہے۔ تو آپ کیوں اتنے دنوں سے گھبرا رہے ہیں۔ کبھی النبوۃ فی الاسلام لکھنے کا نوٹس دیتے ہیں۔ اور پھر تمہید لکھ کر ہی رہ جاتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ ایسے لغو دلائل کو رد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کبھی اسکی بنیاد ریت کے

ٹیلے پر بتلاتے ہیں۔ اور پھر گھبراتے ہیں جھنجلاتے ہیں اور آخر سرپیٹ کر رہ جاتے ہیں۔ وہ ریت کا ٹیلہ بھی ملاحظہ ہو۔ آپ لکھتے ہیں سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد آپنے اپنے آپکو کامل نبی کہا نہ اپنی جزوی نبوت سے اور مجددیت کے منصب سے انکار کیا نہ ہی باوجود بار بار مطالبات کے میاں صاحب نے آج بھی سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کا الہام پیش کیا۔ جس نے مسیح موعود کو اپنا عقیدہ بدلنے پر مجبور کیا۔ اور محض عذاب کی دھمکیاں دے کر کمزوروں کو اس عقیدہ پر قایم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور خود حضرت مسیح موعود کی یہ ہتک کی جاتی ہے کہ انہوں نے باوجود الہام پر الہام ہونے کے پندرہ سال تک اپنے دعوے کو بھی نہ سمجھا × × × اور پھر ان تمام دلایل کو جن سے پندرہ سال کی تحریرین بھری پڑی ہیں × × × منسوخ قرار دیا جاتا ہے ✤

میں عرض کرتا ہوں۔ کہ یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ کسی خطاب سے مراد کامل فرد ہی ہوتا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کامل نبی تھے۔ مگر قرآن مجید میں آپکو رسول اور نبی کرکے پکارا گیا ہے۔ تو کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ۔ چونکہ حضرت محمد مصطفٰے کے نام کے ساتھ کامل نبی نہیں آیا اسلیئے آپ کامل نبی نہیں۔ جب نہیں کہہ سکتے تو مسیح موعود کے بارے میں یہ اعتراض کیوں ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد بیسیوں بار آپنے اپنے آپکو نبی اور رسول لکھا ہے۔ دیکھو دافع البلاء۔ حقیقۃ الوحی وغیرہا کتب۔ بارہا حوالہ دئے جا چکے ہیں۔ اخبار عام میں جو خط چھپا ہے اسمیں بھی فرمایا

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا"

اور نزول المسیح صفحہ ۴۸ پر ہے "میں وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے" اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ میں ہے

"وہ نبی کا نام پانے کے لیئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں"

پس یہ الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ آپ ایسے ہی نبی تھے۔ بلحاظ نفس نبوۃ جیسے اگلے انبیاء علیہم السلام۔ یہ کہنا کہ پھر مجددیت کے منصب سے انکار کیوں نہیں کیا۔ بالکل غلط ہے۔ مجدد ہونے سے نبوت میں کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ مسیح موعود نے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی مجدد لکھا ہے (دیکھو لیکچر سیالکوٹ) پس کیا آنحضرت صلعم بھی نبی نہ تھے؟ اور یہ دکھاؤ کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد آپنے اپنے آپ کو جزئی نبی کہاں لکھا۔ حوالہ پیش کرو۔ جو نبی کامل ہے وہ جزوی بھی ضرور ہے۔ کیونکہ جزو کل کا ایک حصہ ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ وہ الہام پیش کرو جس سے مسیح موعود نے اپنا عقیدہ بدلا۔ ہم کہتے ہیں حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ پر لکھا ہے:۔

"بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اسنے مجھے اس عقیدہ پر قایم رہنے نہ دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"

جب تک آپ تسلیم کرتے ہیں کہ حقیقۃ الوحی مسیح موعود کی کتاب ہے اور یہ کہ مسیح موعود ایک راستباز انسان تھا۔ اور وہ خلاف واقعہ بات نہیں فرماتا۔ اسوقت تک آپ کو ایسے مطالبہ کا حق نہیں۔ دیکھو حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ مجھ پر بارش کی طرح وحی نازل ہوئی جس نے مجھے اس عقیدہ پر قایم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا۔ اور آپ کہتے ہیں وہ الہام پیش کرو۔ آپ کھلے لفظوں میں مسیح موعود کا انکار کردیں۔ اور لکھ دیں۔ کہ یہ عبارت انھوں نے جھوٹ موٹ لکھدی۔ (نعوذ باللہ من ذلک) پھر دوسرے طریق میں آپ کو جواب دیا جائے گا۔

یہ کہنا کہ پندرہ سال تک دعوے نہ سمجھنے میں مسیح موعود کی ہتک ہے۔ صحیح نہیں کیونکہ خود حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں دیکھو اعجاز احمدی:۔

"پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جا رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دیجائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے"

اسمیں دو باتیں قابل غور ہیں۔ ایک تو باوجود شدومد سے مسیح موعود قرار دئے جانے کے اپنے دعویٰ کو نہ سمجھنا اور رسمی عقیدہ پر قایم رہنا۔ اور دوم یہ کہ تواتر سے الہامات کا ہونا کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ پس جب ہم سے آپ مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ الہام پیش کرو جس نے مسیح موعود کو اپنا عقیدہ بدلنے پر مجبور کیا۔ تو ہم بھی آپسے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ آپ بھی وہ الہامات پیش کریں جن میں تواتر سے حضرت صاحب کو کہا گیا کہ تو مسیح موعود ہے ✤

پھر دوسرا ثبوت سنیئے:۔

"واللہ ما قلت قولا فی وفاۃ المسیح وعدم نزولہ وقیام مقامہ الا بعد الالہام المتواتر المتتابع النازل کالوابل وبعد مکاشفات صریحۃ بینۃ منیرۃ کفلق الصبح × × × × وما کنت ادری انی ادعی بعد ھٰذہ المدۃ الطویلۃ واسمی مسیحاً موعوداً من اللہ تعالیٰ بل کنت خلت ان المسیح نازل من السماء"

(حمامۃ البشریٰ)

حضور علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے وفات مسیح اور عدم نزول مسیح ناصری اور اپنے مسیح موعود ہونے کے بارے میں کوئی قول نہیں کہا جب تک کہ پے درپے الہامات نہ ہوئے بارش کی طرح اور روشن اور کھلے کھلے مکاشفات نہ دیکھے اور میرا خیال نہیں تھا کہ میں اتنی طویل مدت (دس سال) کے بعد مسیح موعود بنایا جاؤں گا اور میرا خیال تھا کہ مسیح آسمان سے اُترنے والا ہے۔ دیکھئے باوجود متواتر الہامات کے آپ رسمی عقیدہ پر قایم رہے اور اپنے دعوے کو نہ سمجھے یہ حضرت مسیح موعود خود لکھتے ہیں۔ اگر یہ ہتک ہے تو اس ہتک میں مسیح موعود خود شامل ہیں۔ پس اگر الہامات متواترہ و مکاشفات منیرہ کے بعد پندرہ سال میں آپ سمجھے کہ میں نبی ہوں۔ تو کیا حرج کی بات ہے۔ جبکہ تفصیلی کیفیات کے لحاظ سے آپکا دعوے ابتدا سے یکساں رہا ہے اور اسکو تمام مومنین مانتے آئے ہیں واضح ہو کہ براہین کے زمانہ میں مجمل و مبہم الہام درج نہیں ہوئے حضرت مسیح موعود خود تحریر فرماتے ہیں:۔

"باوجودیکہ براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھیرایا گیا تھا۔" (اعجاز احمدی ص ۷-۸)

کیا مواہب الرحمٰن میں مسیح موعود نے اپنی نبوت سے انکار کیا

پھر مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مواہب الرحمٰن جو سنہ ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی اسکے صفحہ ۶۶ پر ہے۔ "ونہ مکالمات و مخاطبات مع اولیائہ فی ہذہ الامۃ وانہم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ ولا یعطون الا فہم القرآن ولا [illegible] [illegible]

محمد علی صاحب ایک معمولی فہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس امت کے اولیاء سچ مچ نبی نہیں ہو سکتے۔

میں عرض کرتا ہوں۔ کہ آپنے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب پر یہ اعتراض کیا کہ انہوں نے حوالے کاٹ چھانٹ کر پیش کئے حالانکہ ایک بھی حوالہ آپ ایسا نہیں بتا سکتے۔ جسمیں ایسی قطع برید کی گئی ہو جس سے صاحب حوالہ کے اصل مقصد میں کچھ فرق پڑے۔ اور میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر آپ یا آپکے رفقا میں کچھ بھی تخم دیانت اور ایمان ہے تو وہ کوئی ایسا حوالہ پیش کریں۔ جسکو کانٹ چھانٹ کر ایسے طرز پر پیش کیا گیا ہو کہ اصل مفہوم عبارت میں فرق پڑ گیا ہو۔ ہاں آپ اپنی نسبت سنیئے۔ مواہب الرحمٰن کی عبارت یوں ہے:۔

"ونومن بانه خاتم الانبیاء لا نبی بعده الا الذی ربی من فیضه و اظهره وعده ولله مکالمات و مخاطبات مع اولیائه فی هذه الامة الخ (صفحہ ۶۶)۔

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم ایمان لاتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیا ہیں۔ اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہ نبی ہے جسنے اسکے فیض سے تربیت پائی۔ اور اسکے وعدہ کے موافق ظاہر ہوا۔ اور اللہ کے اپنے اولیاء امت محمدیہ کے ساتھ مکالمات اور مخاطبات ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب آنکھیں کھولکر پڑھیں کہ حضرت اقدس نے اولیاء امت محمدیہ کا ذکر کرنے سے پہلے اپنے آپ کو مستثنیٰ فرمایا ہے۔ چنانچہ آپنے ارشاد کیا کہ خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر ایک نبی ہے۔ جس نے اسکے فیض سے تربیت پائی۔ اور وہ اسکے وعدہ کے موافق ظاہر ہو چکا۔ بس یہ کلام ختم ہوا۔ اور آگے اولیاء امت محمدیہ کا ذکر کر دیا۔ ہم اس بات کا کب انکار کرتے ہیں کہ اولیاء امت محمدیہ سے مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں۔ اور ہمنے کیا کہنا ہے۔ خود مسیح موعود فرماتے ہیں کہ نبوت کیلئے جو شرط ہے (کثرت مکالمہ مخاطبہ و اظہار علی الغیب) وہ دیگر صلحاء و اولیاء امت محمدیہ میں نہیں پائی جاتی اور مجھ میں پائی جاتی ہے۔ اسلیئے وہ نبی کا نام پانے کا مستحق نہیں اور میں ہوں۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱۔

"اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اسمیں شرط ہے۔ اور وہ شرط انمیں پائی نہیں جاتی۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔"

پھر اسی طرح حقیقۃ الوحی میں ایک اور مقام پر فرمایا ہے (صفحہ ۲۸)

"لیکن اس امت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔"

دیکھئے یہاں بھی ان اولیاء سے اپنے آپ کو ممتاز کر لیا اگر دوسرے اولیاء بھی نبی تھے۔ تو ایک وہ بھی ہوا کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر آپ کی نبوت بھی دوسرے اولیاء کی نبوت کی طرح تھی۔ تو بھی اپنے آپ کو کیوں ممتاز کیا۔ اور کیوں لکھا۔ کہ نبی ایک ہی ہے۔ اور اولیاء ہزارہا ہیں۔ پس یہ دو حوالے مواہب الرحمٰن کے حوالہ کی تشریح مزید کرتے ہیں۔ وہاں تو لا نبی بعدہٗ کے ساتھ معاً آپنے اپنی نبوت کا استثنا کیا۔ اور اظهره وعده (وعدہ کے موافق ظاہر کیا) فرماکر اپنی نبوت پر مہر لگا دی ہے۔ اور اسکے بعد دوسرے اولیاء کا ذکر کیا ہے۔ اور اولیاء کا ذکر کرکے پھر اپنے آپ کو ان سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"ونعتقد بانه لا نبی بعده الا الذی هو من امته ومن اکمل اتباعه۔"

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۷)

اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ کوئی نبی آنحضرت کے بعد نہیں مگر وہ نبی ہے جو آپ کی امت سے اور آپ کا اکمل متبع ہے پھر آپ اسکی تشریح مزید فرماتے ہیں کہ:۔

"ومن ادعی النبوة من هذه الامة وما اعتقد بانه ربی من سیدنا محمد خیر البریة × × × فقد هلك والحق نفسه بالکفرة الفجرة ومن ادعی النبوة ولم یعتقد بانه من امة وبانه انما وجد کلما وجد من فیضانه × × × فهو ملعون۔"

یعنی جو اس امت سے نبوۃ کا دعوے کرے اور یہ اعتقاد نہ رکھے کہ وہ سیدنا محمد کے فیض سے تربیت یافتہ۔ تو وہ ہلاک ہوا اور کافروں میں شامل ہے۔ اور جو نبوت کا دعوے کرے اور اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کی امت سے نہ سمجھے اور یہ کہ جو کچھ پایا آپ ہی کے فیض سے پایا وہ ملعون ہے۔ دیکھئے مطلق دعوئے نبوت یا نبی ہونا ممنوع نہیں بلکہ آنحضرت کے فیض سے الگ ہو کر نبوت کا دعویٰ کفر ہے۔ پس مواہب الرحمٰن کا حوالہ تو اول سے آخر تک ہمارا مؤید ہے اگر "جیسا نبی مسیح موعود ہو سکتا ہے ایسے ہی دوسرے اولیاء بھی ہو سکتے ہیں" تو پھر دوسرے اولیاء کے ذکر میں سے اپنے آپ کو مستثنیٰ کیوں کیا۔ اور کیوں فرمایا کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی کوئی نہیں۔ مگر وہ ایک جو وعدہ کے موافق ظاہر ہوا

اور یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود نے دلیل دی ہے کہ شریعت کامل ہو چکی اسلیئے نبی کی ضرورت نہیں ہم تسلیم کرتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود نے یہ بھی لکھا ہے کہ دو کام ہیں ایک تکمیل ہدایت دوم تکمیل اشاعت ہدایت اور نبی کریم صلعم کے دو بعث ہیں ایک ہزار پنجم میں اور ایک ہزار ششم کے آخر میں پس جیسا تکمیل ہدایت کیلئے ایک نبی ہے ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے نبی اور رسول چاہیئے اور اسی واسطے هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله کی پیشگوئی جو مسیح موعود کے حق میں ہے اسمیں آپ کو رسول کہا گیا اور اسی لیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ میں مسیح موعود کو نبی اللہ کا خطاب دیا گیا۔

مسئلہ کفر و اسلام

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے کلمۃ الفصل کے

دلائل قاہرہ میں سے کسی کا رد تو نہیں ہو سکا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے دو عکس پیش کئے ہیں۔ ایک حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفہ اول کا خط جو مولوی فضل الدین صاحب کھاریاں کے نام ہے وہ

"جو لوگ منافق طبع نہیں۔ اور جو لوگ واقعی حسن ظن رکھتے ہیں وہ کسی قدر معذور ہو سکتے ہیں آپ بعد الاستخارہ ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں

والسلام۔ نور الدین ۲۵-۲- فروری ۱۹۱۰ء"

دوم مفتی صاحب (محمد صادق) کا ایک خط ہے جو غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق ہے۔ اور اسکے دو فقرے جن سے استدلال کیا ہے یہ ہیں:۔

(۱) جو نبی الفساد ہوتا ہو اسکا جنازہ جائز ہے۔

(۲) بانماز کا جنازہ جائز ہے۔ مگر بد بولنے والا اور کفر کے کلمات بولنے والا نہ ہو۔ محمد صادق عفی عنہ۔

ان دونوں خطوط سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ غیر احمدی مسلمان ہیں +

میری گزارشیں حسب ذیل ہیں :۔

اول یہ کہ ہمیشہ خصم کے مسلمات پر مناظرہ میں گفتگو ہوتی ہے۔ جب ہم خلیفہ سے اختلاف بھی جائز سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہماری طرف سے اعلان بھی ہو چکا ہے کہ خلیفہ سے اختلاف رکھ کر بیعت کی جا سکتی ہے۔ اور بقول تمہارے مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کی حیات میں اسی مطلب کا ایک مضمون الفضل میں چھپ گیا تھا تو پھر حضرت مولانا کی کسی تحریر کو آپ کس غرض سے پیش کرتے ہو۔

(ب) اور خود تمہارا طرز عمل کیا ہے آیا آپ لوگوں نے حضرت خلیفۃ اول کی وصیت کو نہایت بے ادبی نہایت گستاخی سے پاؤں تلے نہیں روندا ؟ کیا آپ لوگ خلافت کے منکر نہیں حالانکہ آپ خود بھی انکار نہیں کر سکتے اس سے کہ حضرت مولانا نور الدین مسیح موعود کے بعد خلافت کے سلسلہ کے قائل تھے اور اپنا جانشین ضروری سمجھتے تھے۔ اور خلیفہ کو انجمن پر پورا حاکم جانتے تھے +

(ج) خود حضرت مولانا کا عمل کس بات پر رہا۔ آیا غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے۔

(د) سینکڑوں فتوے آپنے یہ دئے کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ بوقت ضرورت ان کا عکس بھی دیا جا سکتا ہے ہزاروں گواہ اسکے موجود ہیں۔ ایک فتویٰ ۵۔ جنوری ۱۹۱۱ء کا بدر سے نقل کیا جاتا ہے۔ (یاد رہے کہ جو عکس پیش کیا گیا ہے وہ ۲۵ فروری ۱۹۱۰ء کا ہے اور یہ فتوے ۱۹۱۱ء کا ہے) اصول کے لحاظ سے بھی اسے ہی ترجیح ہے) +

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ جموں کے بعض مولوی صاحبان کی جماعت احمدیہ کو کہتے ہیں کہ ہم آپ احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ ہمارے امام کے پیچھے پڑھ لیا کریں۔ ہم آپکے امام کے پیچھے پڑھ لیا کرینگے۔ ان صاحبان کو کیا جواب دیا جاوے۔ فرمایا ان کو کہدو۔ قد بدت البغضاء من افواھکم وما تخفی صدورکم اکبر جب تم ہمارے امام کو مفتری جانتے ہو (رسالہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ حضرت اقدس کے یہ الفاظ زیر نظر رکھیں "کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ گویا ہر بیعت نہ کرنے والا گو زبان سے کہے یا نہ کہے درحقیقت مجھکو مفتری ہی جانتا ہے) اور مفتری ڈاکو کنجر۔ دہریہ سے بدتر ہے اللہ تعالے فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا۔ تو پھر ہم تمہارے پیچھے کس طرح نماز پڑھ سکتے ہیں۔ فرمایا کیا اتنی ترقی جو جماعت کو اب تک ہوئی ہے وہ منافقت کے میل ملاپ ہوئی ہے ہرگز نہیں "

پس اس سے آپکا اصل مذہب ظاہر ہے۔ اور یہ بہر حال مقدم رہیگا

دوم :۔ حضرت خلیفہ اول نے فرمایا ہے۔ دیکھو تقریر ۱۹۱۱ء مندرجہ بدر نمبر ۱ صفحہ ۱۔

"سنو تمہاری نزاعیں تین قسم کی ہیں۔ اول ان امور اور مسائل کے متعلق ہیں جن کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے۔ جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں "

(دوم) پھر دیکھو الحکم ۱۴/۲۱ ستمبر ۱۹۱۱ء

"وہاں میں اگر حضرت صاحب کی کسی تقریر یا تحریر کا صریح اختلاف کروں۔ تو حق پہنچتا ہے کہ اسے نہ مانا جائے "

اب آپ نماز کے متعلق حضرت اقدس کا اصل حکم مطالعہ فرمائیں جو اربعین میں صفحہ ۲۸ پر یوں ہے :۔

"یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو "

یہ خدا کی وحی ہے۔ حضرت اقدس کا اجتہاد نہیں۔ پھر مکروہ۔ یا ناپسند نہیں بلکہ حرام اور قطعی حرام فرمایا۔

عبارت اسکی صاف اور اردو میں ہے۔ کوئی دوسرے معنے نہیں بن سکتے یہ حکم صریح ہے۔ کسی خاص علاقہ کی قید نہیں صرف مکفر یا مکذب نہیں فرمایا۔ بلکہ ساتھ ہی متردد کو شامل کر کے تمام غیر احمدیوں (کسے باشد) کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا یا اس صریح حکم ماعدہ کو کس طرح چھوڑا جا سکتا ہے۔ جبکہ خلیفہ اول نے اصولی طور پر یہ فرما دیا۔ کہ حضرت صاحب کی کسی تحریر کا صریح خلاف ہو تو نہ مانو۔ اور یہ کہ جن مسائل کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے جو ان کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں +

سوم :۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ فتوے کن حالات میں دیا گیا۔ اور اصل واقعات کیا ہیں۔ سو مولوی فضل الدین صاحب ہی کی زبان قلم سے سنئے :۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت قاضی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اصل واقعہ ایک دعوت خاص معززین زمینداران و عہدہ داران جس میں یہ عاجز اور دیگر احباب احمدی بعض بھی شامل تھے بعد کھانا کھانے کے سلسلہ احمدیہ کا ذکر کرتے کرتے ہماری طرف توجہ کر کے کہنے لگے۔ جی دیکھو دیگر ممالک میں یعنی کابل کی ریاست میں وہ لوگ احمدیوں کو تو قتل کر دیتے ہیں جیسا کہ مولوی صاحب عبد اللطیف صاحب مرحوم اور ان کے دوستوں کا واقعہ مشہور ہے لیکن یہاں ہم لوگ تمہارے پیچھے پیچھے تمہاری منتیں کرتے ہیں تو آپ لوگ ہماری کچھ پرواہ کرتے نہیں ہم سے صلح نہیں کرتے ہم آپ کے پیچھے نماز تو پڑھ سکتے ہیں لیکن آپ نہیں پڑھتے۔ ایسی بے پرواہی خلاف مناسب ہے آپ ضرور صلح کر لو الخ بالآخر میں نے کہا ہم لوگ خود مختار نہیں امام کے ماتحت ہیں اگر وہ اجازت فرماتے تو ہم کو کوئی عذر نہیں لیکن حضرت مرزا صاحب مسیح موعود تو انتقال فرما گئے اب حضرت مولوی صاحب خلیفہ سے اجازت ہو تو ہم صلح سے خوش ہیں پھر بعد اسکے میں نے حضرت مسیح موعود کی وہ تقریر جو بمقام لاہور انتقال سے دو روز اول بدر سے ان کو سنا دی۔ کہ اگر یہ لوگ مکفرین سلسلہ احمدیہ کو بلحاظ حدیث نبوی مرجع کفر سمجھ کر علیحدگی کا اشتہار دیویں تو ہم لوگ صلح پر تیار ہیں۔ لیکن تمہارے امام مساجد تمہارے خیال پر متفق نہیں۔ اسکے بابت میں نے سارا واقعہ مولوی صاحب خلیفہ اول کی خدمت میں ارسال کیا۔ تب مولوی صاحب مرحوم نے یہ خط کہ جو شخص منافق طبع نہ ہو اور واقعی حسن ظن رکھتا ہو بعد الاستخارہ اسکے پیچھے نماز پڑھ لیں الخ فرمایا تھا لیکن ہم نے کسی کے پیچھے نماز اس لئے نہیں پڑھی کہ جو لوگ حسن ظن کا ہونا ظاہر کرتے اور فی الواقع حسن ظن کا عمل نہیں کرتے۔ علاوہ بریں وہ لوگ امام مساجد نہیں اور جو لوگ امام مسجد ہیں وہ تو حسن ظن بھی نہیں رکھتے کیونکہ ان کا ہر وقت ایک حال نہیں

ؔ۱ ان شرائط کے ساتھ جو حقیقۃ الوحی میں مکمل طور پر درج ہیں (ایڈیٹر)

اسلیئے ہمنے مشروط بشرائط خلیفہ اول انکو نہیں سمجھا۔ تو ان کے بابت استخارہ بھی نہیں کیا۔ اور نہ ہمنے ان کے پیچھے نماز ابتک پڑھی ہے۔ ہاں بے شک یہ خط مولوی صاحب مرحوم کا ہے والسلام

فقیر فضل الدین عفی عنہ از کھاریاں

جب یہ معاملہ حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں پیش ہوا تو غالباً میں اسوقت وہاں پہلے ہی پاس بیٹھا تھا۔ میرا خیال تھا کہ پہلے ہی سخت جواب مطلق نفی میں دیدیا جائیگا۔ مگر مولانا نے تبسم کرکے فرمایا کہ آپ صرف پڑھے ہوئے ہیں۔ گڑھے نہیں۔ جو لوگ خدا کی طرف سے منتظم بنائے جاتے ہیں انکو خاص علم دیا جاتا ہے۔ ہم کیوں اپنے پر کسی تفرقہ کا الزام لیں۔ بعد اس کے مولانا نے یہ خط لکھا۔ اور اسمیں شرائط لگا دیں کہ نہ وہ ہو سکیں اور نہ نماز پڑھی جائے چنانچہ وہاں کچھ بھی نہ ہوا۔ اور نہ کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھی گئی۔ دیکھئے اسمیں شرائط کیا ہیں :۔

یعنی بعد اسکے کہ وہ کافر کہنے والوں کو نام بنام کافر ٹھیرائیں وہ منافق طبع نہ ہوں اور یہ شرط دراصل وہی ہے جو حقیقۃ الوحی میں حضرت اقدس نے ان الفاظ میں لکھی ہے :۔

"وہ ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کردیں کہ یہ سب کافر ہیں۔ کیونکہ انھوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں انکو مسلمان سمجھ لونگا بشرطیکہ انمیں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جائے۔ اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار"

پس جو کافر کہنے والوں کو نام بنام کافر ایک لمبے اشتہار میں لکھدے گا۔ اور ان سب سے وہی معاملہ کرے گا جو کفار سے کرنا چاہیئے یعنی نہ ان کے پیچھے نماز پڑھے گا۔ نہ ان کو یا انکو مسلمان سمجھنے والوں سے رشتہ ناطہ کرے گا۔ تو پھر ہم کبھی اسے کافر نہیں کہیں گے۔ بلکہ منافق کہیں گے۔ اور اگر وہ خدا کے کھلے کھلے معجزات کا مکذب نہ ہوگا۔ تو پھر حرام ہے کہ ہم اُسکے اسلام میں شک کریں۔ بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرۃ اسمیں پائی گئی۔ کیونکہ پھر تو وہ احمدی ہوگا۔ مولوی فضل دین صاحب کے لیئے یہ ایسی شرط تھی۔ کہ وہ کسی غیر احمدی میں یہ نہیں دیکھ سکتے۔ کون غیر احمدی ایسا ہے جو ادہر تو تمام مکفر مولویوں کو نام بنام کافر کہے اور اشتہار میں ایسا چھاپے۔ اور ادھر خدا کے کھلے کھلے معجزات کا منکر بھی نہ ہو یعنی حضرت مسیح موعود کے تین لاکھ نشان تسلیم کرے اور پھر آپکو صادق بھی نہ مانے۔ یقیناً روئے زمین پر ایسا کوئی آدمی نہیں اگر ہے تو پیش کرو۔ اگر ہم نے نفاق کی کوئی سیرۃ اسمیں پائی (حقیقۃ الوحی ۱۶۵) تو اسکے پیچھے نماز پڑھ لیں گے +

دوسری شرط اسمیں یہ لگائی ہے کہ وہ واقعی حسن ظن رکھنے والے ہوں۔ حسن ظن تو ایمان کی پہلی سیڑھی ہے۔ تم ہی ایمان سے کہو کیا روئے زمین پر کوئی ایسا شخص ہے جو مکفران مسیح موعود کو نام بنام کافر کہے۔ کافر جانے۔ اِن سے کافروں والا معاملہ کرے۔ خدا کے کھلے کھلے معجزات کا مصدق ہو اور واقعی حسن ظن رکھنے والا ہو۔ اور وہ پھر بیعت نہ کرے۔ میں تو یقین رکھتا ہوں جو واقعی حسن ظن سے کام لے کر ذرا بھی مسیح موعود کے معاملہ میں غور کرے گا وہ جان لے گا کہ آپ برحق ہیں اور فوراً بیعت کرے گا۔

تیسری شرط۔ دو شرطیں تو مولانا نے وہی پیش کیں جو مسیح موعود نے پیش کیں۔ مگر ایک شرط اور بھی بڑھا دی۔ کہ بعد الاستخارہ یعنی اس قدر مراحل طے کرنے کے بعد اگر نماز نہ پڑھے اور قطعی حرام ہونے کا فیصلہ آپ پر نہ کھلے تو پھر اللہ کی جناب میں دعائیں کرو۔ اور استخارہ کرو۔ اور میں تو یقین رکھتا ہوں کہ جب مومن اس خدا کے حضور گڑگڑائیگا جس نے مسیح موعود پر یہ وحی نازل کی کہ غیر احمدی متوفی کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے وہ ضرور بذریعہ رویا یا کسی طرح اسپر کھولدے گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔ اگر کسی کو شک ہے تو آزمالے مولوی فضلدین صاحب آزما چکے ہیں۔ استخارہ تک نوبت ہی نہ پہونچی۔ اور ان پر اِس ترکیب سے جو خلیفہ اولؓ نے کمال دانائی سے فرمائی غیر احمدیوں کا نفاق کھل گیا۔ اور یہی مقصود تھا میں تو یکدم کورا جواب دلانا چاہتا تھا۔ مگر حضرت خلیفہ اول نے ایسی ترکیب سے کام لیا کہ الزام بھی غیر احمدیوں پر رہا۔ اور وہ پھر یہ کہنے کی جرأت نہ کرسکے کہ احمدیوں نے تفرقہ ڈالا یہ وہ علم تھا۔ جو حضور سے خاص تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے بھی پیر سشروں کو لاہور میں یہ نہ کہا کہ میرے انکار کیوجہ سے غیر احمدی کافر ہیں بلکہ انہی کے مسلمہ دلائل کے رو سے انہیں ملزم کیا۔ اور فرمادیا کہ جب تک اشتہار بشرط مقررہ شائع نہ کرینگے ہم کافر کہنے والوں کو مکفرین کے ساتھ شامل سمجھیں گے اور فرمایا کہ ہمنے خوب آزمالیا ہے ایسے لوگ درحقیقت منافق ہوتے ہیں (بدر ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء) پس نہ کافر کے پیچھے نماز جائز ہے نہ منافق کے پیچھے۔ جس کی نسبت ثابت ہو جائے اشتہار دینے سے کہ وہ مکفر یا مکفرون کے ساتھ نہیں تو پھر وہ جب تک خدا کے کھلے کھلے معجزات مسیح موعود کا مصدق نہ ہو۔ منافق ہو۔ جب یہ مرحلہ طے کرجائے تو ہم دیکھیں گے کیا وہ فی الواقع حسن ظن رکھنے والا ہے۔ اسکے بعد ہم استخارہ کرینگے۔ پھر جو خدا فیصلہ کرے اسپر عمل ہوگا۔ اور وحی مسیح موعود بہر حال مقدم رہے گی +

شرط چہارم ۔ یہ کہ حضرت خلیفہ اول کے ارشاد کا وہی مطلب ہے جو آپ لوگ سمجھے ہو۔ اور ایسے غیر احمدی موجود ہیں جو منافق طبع نہیں۔ واقعی حسن ظن رکھنے والے ہیں تو آپ پھر کیوں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ تا معلوم ہو کہ ایسے امور کی اشاعت آپ نیک نیتی سے کرتے ہیں۔ اور آپ خلیفہ اول کے احکام پر پورا عمل کرتے ہیں۔ اِس سے پہلے جب آپنے لکھا تھا کہ خلیفہ رشیدالدین صاحب نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک غیر احمدی کو حضرت مسیح موعود کی اجازت سے کردیا۔ اور اسکا خطبہ حضرت خلیفہ اول نے اپنے زمانہ خلافت میں پڑھا۔ تو میں نے لکھا تھا کہ اگر غیر احمدی کو لڑکی دینا جائز ہے تو پھر آپ کیوں اسپر عمل نہیں کرتے۔ اسی طرح اگر غیر احمدیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں تو انتظار کس بات کا ہے اور ڈر کس کا ہے۔ کیوں نہیں آپ نماز پڑھ لیتے کیا آپکے غیر احمدی دوست سب کے سب منافق طبع اور حسن ظن نہ رکھنے والے ہیں جو آپ نماز نہیں پڑھتے نماز پڑھنے سے تو آپ اور بھی غیر احمدیوں کے قریب ہو جائیں گے۔ اور اتحاد و اتفاق بڑھے گا۔ اور پھر پیغام کا ماٹو آپکے خیال کے مطابق (آؤ اہل کتاب ملکر کام کریں) بالکل عملی صورت میں آجائیگا اور عجب نہیں جو انجمن حمایت الاسلام کی سکرٹری شپ بھی ملجائے جس سے احمدیہ اشاعت اسلام۔ حمایت الاسلام کی ایک شاخ کی حیثیت میں کام کرے گی اور یوں دیرینہ آرزوئیں برآئیں گی ؎

خوشا وقتے وخرم روزگارے + کہ یارے برخورد از وصل یارے

شرط پنجم :۔ یہ عجیب بات ہے کہ مکس اول کے ذریعے ثابت کیا ہے کہ غیر احمدی کے اقتدار میں نماز جائز ہے مگر آگے حضرت اقدس"

؏ے حضرت اقدس کے یہ الفاظ مدنظر رہیں"۔ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳) کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے " " " اور میں دیکھتا ہوں کہ جو تمام لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے وہ سب ایسے ہیں کہ تمام لوگوں کو مومن جانتے ہیں جنھوں نے کہ کافر ٹھیرایا (۱۶۴)

کی ڈائری چھاپی ہے۔ اسمیں لکھا ہے کہ :-

بشرطیکہ امام تم میں سے ہو۔ ایسا ہی دوسرے عکس میں لکھا ہے کہ امام بہرحال احمدی ہو۔ پس کیا آپنے یہ ثابت کرنا چاہا کہ ہم بانی سلسلہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کرنے والے ہیں۔ ایک طرف عکس چھاپتے ہیں۔ دوسری طرف اسکا عکس کرتے ہیں +

غیر احمدی کی نماز جنازہ

دوسرا عکس آپنے مفتی محمد صادق صاحب کی ایک تحریر کا چھاپا ہے۔ چونکہ اسمیں لکھا ہے کہ جو مخالف برا نہ بولتا ہو اسکا جنازہ جائز ہے۔ اس سے آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ غیر احمدی مسلمان ہیں - اسکے متعلق گزارش ہے۔ کہ چونکہ یہاں بحث کفر میں ہے۔ اسلیئے ہم اسی خصوص میں زیادہ تر گفتگو کرینگے غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق ہمارا ایک مضمون الفضل میں اور خطبہ حضرت خلیفہ ثانی الفضل نمبر ۱۲۳ میں شائع ہو چکا ہے۔ اسمیں ایسی سب باتوں کا جواب ہے۔ بہرحال چند معروضات ہیں :-

اول یہ کہ جنازہ کے جواز سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ وہ شخص ضرور سچا مسلمان ہے۔ حضرت اقدس کی طرف جو روایت منسوب کی ہے اسمیں تو اتنا لکھا ہے کہ علام الغیوب خدا ہی کی ذات ہے اور یہ ہم مانتے ہیں کہ ممکن ہے ایک شخص اصطلاح شریعت میں کافر کہلائے۔ مگر اللہ کے نزدیک اسپر اتمام حجت نہ ہو۔ اور وہ مواخذہ سے بری ہو۔

(ب) شریعت اسلام نے کفار میں سے اہل کتاب کی لڑکی سے نکاح جائز رکھا ہے۔ اور دوسرے کفار کی لڑکی کا نکاح ناجائز اب کیا اہل کتاب لڑکی سے نکاح کا جواز بقول آپکے یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ کافر نہیں۔

(ج) اسی طرح بشرط تسلیم اگر غیر احمدیوں میں سے کسی قسم کے غیر احمدیوں پر جنازہ پڑھنے کی اجازت کبھی دیگئی ہو تو اس سے مسئلہ کفر پر کیا اثر پڑے گا +

دوم :- یہ خط جو پیش کیا گیا ہے اسمیں یہ نہیں لکھا کہ حضرت مسیح موعود نے ارشاد فرمایا بلکہ صرف جواب دیئے ہیں۔ جو لوگ حضور کی ڈاک کا کام کرتے رہے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ جب حضرت صاحب خود فرماتے یا کارڈ یا خط پر اپنے قلم سے ہدایت لکھتے تو لکھا جاتا کہ حضور فرماتے ہیں اور اگر خادم ڈاک اپنی طرف سے صرف حضور کا منشا جو اپنے نزدیک سمجھتا۔ اسکے مطابق لکھتا۔ تو پھر یہ الفاظ لکھتا۔ چنانچہ اس کارڈ زیر بحث میں جس کا عکس نمبر ۲ ہے۔ حضور فرماتے ہیں یا حضرت مسیح موعود کا ارشاد ہے یہ لفظ ہیں۔ حاشیہ پر صرف اتنا لکھ دیا کہ حضور تمام خطوط خود نہیں لکھتے فرما دیتے ہیں۔ یوں لکھو مگر اسمیں یہ نہیں لکھا کہ اس کارڈ میں بھی حضور کے زبانی ارشاد کو تحریر میں لایا گیا ہے پس یہ کارڈ بطور حجت نہیں پیش کیا جا سکتا۔ جب تک خادم ڈاک حلفیہ شہادت نہ دے کہ اس نے جو کچھ لکھا وہ حضرت مسیح موعود کے زبانی ارشاد کو تحریر میں لایا۔ اپنے طور پر آپکا منشا سمجھ کر نہیں لکھا۔

سوم :- ضروری ہے کہ جس سوال کے جواب میں یہ کارڈ ہے وہ کارڈ بھی پیش کیا جائے۔ کیونکہ جواب مطابق سوال ہوتا ہے۔ خدا جانے اسمیں کیا کیا معذوریاں بیان کی گئیں اور کسی فتنہ کبیرہ سے بچانے کے لیئے اسکے لیئے چھوٹی لغزش پسند کی گئی ہو +

چہارم :- دیکھنا یہ ہے کہ ڈائری جو پیش کی جاتی ہے وہ بھی دیکھو الحکم) مفتی محمد صادق صاحب کی ہے۔ اور یہ خط بھی۔ غرض جواز جنازہ غیر احمدی کے لیئے ایک ہی راوی ہے پس ایک غریب روایت کے مقابلہ میں نصوص صریحہ بینہ کو کیونکر رد کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً خدا کے کلام میں ہے۔ یا ایہا النبی اطعموا الجائع والمعتر اور یہ کہ دنیا میں ایک نبی آیا اور یہ کہ قل یا ایہا الکفار انی لمن الصادقین۔ اسمیں مسیح موعود کو نبی اور اسکے نہ ماننے والوں کو کفار کہا گیا ہے۔ اور سنت اور تحریرین حضرت اقدس کی اور تعامل یہ بتاتا ہے کہ غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ اب اسکے مقابلہ میں ہم ایک روایت کو کیا کریں۔ جبکہ خود راوی کا اپنا عمل بھی اس کے خلاف ہو۔ ثابت کرنا چاہیئے کہ مفتی محمد صادق صاحب نے آجتک کبھی کسی غیر احمدی کا جنازہ پڑھا ہے۔ اور پھر خود حضرت اقدس نے پڑھا ہے۔ آپنے تو بڑی کوشش بڑی جانکاہی بڑی چاپلوسی سے سید عابد علیشاہ صاحب سے ایک شہادت مہیا کی تھی وہ کیوں نہ چھاپی تا سیاہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد +

پنجم :- یہ سوچنے کی بات ہے کہ تمام ہندوستان میں خوشامد آمیز خطوط لکھنے کے باوجود صرف ایک کارڈ اس شہادت کا مل سکا اور وہ بھی حضرت اقدس کا نہیں نہ خادم ڈاک نے لکھا ہے کہ حضور فرماتے ہیں بلکہ اپنی سمجھ ہے جسپر خود بھی اسنے کبھی عمل نہیں کیا +

پس یہ کارڈ ہرگز اسبات کے ثبوت میں پیش نہیں ہو سکتا کہ حضرت مسیح موعود کا یہ مذہب تھا کہ غیر احمدی مسلمان ہیں جب خدا نے آپ پر اپنا کلام نازل کیا۔ کہ غیر احمدی مسلمان نہیں تو پھر انہیں مسلمان کہنے کی کوئی روایت ہمارے سامنے آئے گی تو ہم اسے وحی الٰہی کے مقابل نہیں ہونے دینگے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی۔ اور اسنے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جسکا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے خدا کے حکم کو چھوڑ دوں "

پس کلام الٰہی اور تعامل بہرحال مقدم ہے۔ ان سے غیر احمدی کے جنازہ کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے۔ تو پھر کسی روایت کو ہم اسپر مقدم نہیں کر سکتے اگر کسی کمزوری کی وجہ سے کسی نے غیر احمدی کا جنازہ پڑھ لیا ہے تو ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ باوجود حضرت صاحب کے صریح حکم کے غیر احمدی کو لڑکی دیدی گئی تو کیا اس سے یہ ثابت ہو گا کہ غیر احمدی کو لڑکی کا ناطہ دینا جائز ہے ؟ ہرگز نہیں +

پس اے مسیح موعود کے سچے اتباع کرنیوالو یقین رکھو کہ تمہارا دشمن ناکام ہو کر اب مذبوحی حرکات کر رہا ہے اور اب وہ وقت قریب ہے کہ تم اسے اپنی طرف سے قطعی مایوس پاؤ گے۔ کیونکہ باطل آخر ہلاک ہوتا ہے اور حق اپنے زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی کرتا ہے۔ خدا تمہارے استقلال میں ترقی دے۔

ظہور المہدی

دسمبر گذشتہ میں جب میں قادیان بلوایا گیا تھا تو واپسی پر حضرت اکمل کی نو طبع تصنیف کتاب ظہور المہدی میں اپنے ساتھ لایا۔ اور راستہ میں مطالعہ کیا جس سے مجھے بہت ہی خوشی ہوئی کیونکہ میں مدت سے اس بات کا خواہشمند تھا کہ ایک ایسی کتاب سلسلہ میں ہو جسمیں پہلے سلسلہ حقہ احمدیہ کی سچائی کے دلائل منقولی و معقولی درج ہوں اور پہلی کتابوں کی تمام حوالے جن کی مباحثات و مناظرات میں ضرورت پڑتی ہے بصحت کیجا جمع کیے جائیں اور باوجود اس ضخامت کے جو اسقدر معلومات کے واسطے ضروری ہے۔ کتاب کی قیمت ایسی ہو کہ سب لوگ آسانی سے خرید سکیں سو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کتاب میں یہ سب خوبیاں پائی جاتی ہیں تا محمد سعید میں تب سے حیدر آباد میں ہی ہوں اور یہاں کے اکثر دوستوں کو میں نے ترغیب دی ہے کہ اس کتاب کو منگوائیں اور پڑھیں چنانچہ اسکے متعدد نسخے یہاں منگوائے جا چکے ہیں۔ اڑھائی سو صفحات کی باریک اور گنجان لکھائی میں صاحب مصنف نے گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اور قیمت صرف ایک روپے چار آنہ فی نسخہ رکھی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ ہمارے بعض احباب خط کی باریکی اور چھپائی کی شکایات کریں لیکن میرے رائے میں ایسے مفید معلومات کو سہل الحصول کرنے کے واسطے یہ ضروری تھا کہ ایسا کیا جاتا نہ صرف ہر ایک احمدی گھر میں بلکہ ہر ایک احمدی کے ہاتھ میں یہ کتاب ہونی چاہیئے۔ اور صاحبان استطاعت کے واسطے ضروری ہے کہ اسکے متعدد نسخے خرید کر غیر احمدیوں میں تقسیم کریں۔ جو احمدی احباب پڑھنا نہیں جانتے وہ ضرور ایک دفعہ اس کتاب کو کسی سے سن لیں۔ اور پھر اسے اپنے پاس رکھیں تو کسی مخالف کو انہیں بھی حملہ

احیائے موتیٰ

حضرت مسیحؑ کے مُردے زندہ کرنے کی حقیقت

نمبر (۵)

تیسرا واقعہ ایک لڑکی کے زندہ ہونے کا ہے۔ جو متی مرقس اور لوقا تینوں انجیلوں میں الفاظ کے تھوڑے تھوڑے تغیر سے بیان کیا گیا ہے۔ اسلیئے یہ نسبت دوسرے واقعات کے زیادہ غور و فکر کا محتاج ہے۔ میں مرقس باب ۵ سے اسکو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ جو یہ ہے "کہ جب یسوع پھر کشتی میں پار گیا تو بڑی بھیڑ اسکے پاس جمع ہوئی۔ اور جھیل کے کنارے تھا۔ اور عبادت خانے کے سرداروں میں سے ایک شخص یائیر نام آیا۔ اور اسے دیکھکر اسکے قدموں پر گرا۔ اور یہ کہہ اسکی بہت منت کی۔ **کہ میری چھوٹی بیٹی مرنے کو ہے تو آکر اپنے ہاتھ اسپر رکھ۔ تاکہ وہ اچھی ہو جائے اور زندہ رہے**۔ پس وہ اسکے ساتھ چلا۔ اور بہت لوگ اسکے پیچھے ہو لیئے۔ اور اسپر گرے پڑتے تھے۔ (اسکے آگے ایک بیمار عورت کا قصہ درج ہے جس کا اس سے کچھ تعلق نہیں۔ اسلیئے اسے چھوڑ دیا جاتا ہے) وہ یہ کہہ ہی رہا تھا (کہ "بیٹی تیرے ایمان نے تجھے اچھا کیا ہے سلامت جا۔ اور اپنی اس بیماری سے بچی رہ") کہ عبادت خانے کے سردار کے ہاں سے لوگوں نے آکر کہا۔ کہ **تیری بیٹی مر گئی ہے اب استاد کو کیوں تکلیف دیتا ہے**۔ جو بات وہ کہہ رہے تھے۔ اس پر یسوع نے توجہ نہ کرکے عبادت خانے کے سردار سے کہا۔ خوف نہ کر۔ فقط اعتقاد رکھ۔ پھر اس نے سوا پطرس اور یعقوب اور یعقوب کے بھائی یوحنا کے اور کسی کو اپنے ساتھ چلنے نہ دیا۔ اور وہ عبادت خانے کے سردار کے گھر میں آئے اور اس نے دیکھا کہ بلوا ہو رہا ہے۔ اور لوگ بہت رو پیٹ رہے ہیں۔ اور اندر جاکر ان سے کہا تم کیوں غل مچاتے اور روتے ہو **لڑکی مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہے۔ وہ اسپر ہنسنے لگے۔ لیکن وہ سب کو نکالکر لڑکی کے ماں باپ کو اور اپنے ساتھیوں کو لے کر جہاں لڑکی پڑی۔ اندر آیا**۔ اور لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اس سے کہا تلیتا قومی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اے لڑکی میں تجھ سے کہتا ہوں۔ اُٹھ۔ وہ لڑکی فی الفور اُٹھکر چلنے پھرنے لگی۔ کیونکہ وہ بارہ برس کی تھی۔ اسپر لوگ بہت ہی حیران ہوئے۔ پھر اسنے انہیں تاکید سے حکم دیا۔ کہ **یہہ کوئی نہ جانے**۔ اور فرمایا۔ کہ اسے کچھ کھانے کو دیا جائے" (یہی قصہ متی نے باب ۹ میں اور لوقا نے باب ۸ میں درج کیا ہے) اس پر مندرجہ ذیل سوال وارد ہوتے ہیں +

اوّل:۔ عبادت خانے کے سردار یائیر نے اسوقت یسوع کے قدموں پر گر کر یہ منت کی "کہ تو آکر اپنے ہاتھ اسپر رکھ تاکہ وہ اچھی ہو جائے۔ اور زندہ رہے" جبکہ لڑکی ابھی مری نہیں تھی بلکہ زندہ تھی۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سردار یہ سمجھتا تھا۔ کہ حضرت مسیح کو اپنے گھر لے جانا اسی وقت تک مفید اور کارآمد ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ لڑکی میں جان ہے۔ اور جب وہ مر جائے گی تو پھر مفید نہ ہوگا۔ اگر اس کا یہ خیال نہیں تھا تو اسے چاہیئے تھا۔ کہ جب تک لڑکی بیماری کی حالت میں تھی اسوقت تک وہ حکیموں اور ڈاکٹروں کی منت سماجت کرتا اور ان سے علاج کرواتا۔ اور جب ان کی دواؤں سے شفایابی نہ ہوتی۔ اور لڑکی مر جاتی۔ تب حضرت مسیح کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور انہیں لڑکی کے زندہ کروانے کے لیئے لے جاتا لیکن اسکا بیماری کی حالت میں آکر حضرت مسیح سے درخواست کرنا بتاتا ہے کہ اسکا یہ اعتقاد تھا کہ ان کی دعا سے وہ اچھی ہو جائے گی نہ یہ کہ وہ مردہ کو زندہ کر دینگے +

دوم:۔ پیشتر اسکے کہ حضرت مسیح اس سردار کے گھر جاتے "وہ عبادت خانے کے سردار کے ہاں سے لوگوں نے آکر کہا۔ کہ تیری بیٹی مر گئی۔ اب استاد کو کیوں تکلیف دیتا ہے" یعنی اس سردار کو جس کی لڑکی بیمار تھی۔ اور جو حضرت مسیح کے لینے کے لیئے آیا تھا۔ یہ کہا گیا۔ کہ آپ کی لڑکی تو مر گئی ہے اسلیئے یسوع کو وہاں لے جانے کی تکلیف نہ دیجئے۔ کیونکہ اب ان کا وہاں جانا صرف تکلیف اٹھانا ہی ہے۔ ان کے جانے سے حاصل تو کچھ ہوگا نہیں۔ اِس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب لوگ یہی سمجھتے تھے کہ یسوع کسی بیمار کو شفا دلا سکتا ہے لیکن مردہ کو زندہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اگر وہ یہ سمجھتے کہ مردوں کو بھی زندہ کر لیا کرتا ہے۔ تو پھر وہ آکر اپنے سردار کو یہ کہتے۔ کہ لڑکی مر گئی ہے۔ بڑا کہرام مچا ہوا ہے۔ سب رو پیٹ رہے اور شور ڈال رہے ہیں۔ اُستاد کو جلدی جلدی گھر لے چلیئے۔ تاکہ لڑکی کو زندہ کریں۔ اور لوگ چپ ہوں۔ لیکن بجائے اسکے انہوں نے مسیح کے جانے کی عدم ضرورت کا اظہار کیا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ وہ بھی جانتے تھے۔ کہ کسی مردہ کو مسیح زندہ نہیں کر سکتا +

سوم:۔ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے۔ کہ "عبادت خانے کے سردار کے ہاں سے کسی نے آکر کہا۔ کہ تیری بیٹی مر گئی۔ اُستاد کو تکلیف نہ دے۔ یسوع نے سُنکر اسے جواب دیا۔ کہ خوف نہ کر۔ فقط اعتقاد رکھ۔ **وہ بچ جائے گی**" حضرت مسیح کے اس جواب سے بھی پتہ لگتا ہے کہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ وہ کسی مردہ کو زندہ کرنے کے لیئے جا رہے ہیں۔ یا ایسا کر سکتے ہیں۔ اگر یہ تو جب انھوں نے یہ سُنا تھا کہ لڑکی مر گئی ہے۔ تو یہ جواب نہ دیتے کہ "وہ بچ جائے گی" بلکہ یہ فرماتے کہ اگر مر گئی ہے۔ تو بھی کوئی حرج نہیں۔ زندہ کر لیجائیگی اور یہی جواب درست بھی تھا۔ کیونکہ کسی مردہ کے زندہ ہونے کے لیئے یہ الفاظ ہرگز استعمال نہیں کیئے جا سکتے۔ کہ وہ بچ جائیگا۔ اسلیئے حضرت مسیح کا یہ کہنا کہ وہ بچ جائے گی اسکو مردہ نہیں قرار دیتا بلکہ بیمار ثابت کرتا ہے +

چہارم:۔ حضرت مسیح نے فرمایا "لڑکی مر نہیں گئی۔ بلکہ سوتی ہے" یہ ایسے صاف اور کھلے الفاظ ہیں۔ کہ جن کی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں۔ اِن سے کھلے طور پر ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ لڑکی مری نہیں تھی۔ بلکہ سوتی تھی یعنی غشی کی حالت میں تھی۔ اگر کوئی یہ کہے۔ کہ یہ الفاظ حضرت مسیح نے لوگوں کی تسلی کے لیئے کہے ہیں۔ نہ کہ درحقیقت یہ کہا ہے۔ کہ وہ مری نہیں تو ہم کہتے ہیں۔ کہ کیا حضرت مسیح نے جھوٹ بولکر ان کی تسلی کی۔ یہ تو ان کی شان سے بالکل بعید بات ہے کہ وہ ایسا کرتے۔ پس انھوں نے سچ کہا۔ اور بالکل سچ کہا۔ کہ لڑکی مر نہیں گئی۔ بلکہ سوتی ہے +

میں نے دوسرے واقعہ میں یہ بات ثابت کر دی تھی۔ کہ چونکہ بائبل میں اختلاف ہے۔ اور ایک بات دوسری کے نقیض واقع

جو کہ ایک الہامی کتاب کی شان کے خلاف ہے۔ اسلئے ہم اسے محرف و مبدل مانتے ہیں۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ ترجمہ کے تغیر سے متغیر اور تبدل سے بات کہاں کی کہاں چلی جاتی ہے۔ بائبل کی اس عبارت میں لکھا ہے۔ کہ جب حضرت مسیح نے کہا۔ کہ لڑکی مر نہیں گئی۔ بلکہ سوتی ہے۔ وہ اُس پر ہنسے۔" یہاں لفظ اس پر ضمہ ڈالا گیا ہے۔ اسلئے اس کا یہ مطلب نکلتا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح کے کہنے پر یقین نہ لاکر ان پر ہنسے۔ لیکن اگر ضمہ کی بجائے کسرا پڑھا جائے۔ تو اور ہی مطلب نکلتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اِس پر ہنسے یعنی حضرت مسیح کے اِس کہنے پر کہ مر نہیں گئی۔ انہیں خوشی ہوئی اور یقین ہو گیا۔ کہ واقعہ میں مر نہیں گئی۔ اسلئے اس بات پر ہنس پڑے اسطرح کچھ اور ہی مطلب ہو گیا پس ثابت ہوا کہ ایک زبان سے دوسری زبان کے ترجمہ میں نقص ہوتے ہیں۔ جو اصل مطلب کو کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں *

پنجم:- "وہ سب کو نکالکر لڑکی کے ماں باپ کو اور اپنے ساتھیوں کو لیکے کہ جہاں لڑکی پڑی تھی اندر آیا" اس سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ لڑکی نہیں مری تھی۔ بلکہ غشی کی حالت میں تھی۔ کیونکہ اگر مرچکی ہوتی۔ اور اس مردہ کو زندہ کرنا ہوتا۔ تو پھر معدودے چند لوگوں کو اسکے پاس لے جانے کی کیوں قید لگائی جاتی۔ اور تمام لوگوں کو کیوں اس کمرے میں نہ آنے دیا جاتا تا مردہ کا زندہ ہو جانا تو ایک نادر الوقوع کام تھا جسکو دیکھکر تمام لوگ حضرت مسیح پر ایمان لے آتے۔ اسلئے انہیں کیوں اس نشان کے دیکھنے سے روکا گیا۔ کیا لوگوں کے انبوہ کی وجہ سے روح مردہ میں واپس آنے سے ڈرتی تھی۔ یا حضرت مسیح کو اتنے آدمیوں میں یہ کام کرتے شرم آتی تھی۔ کچھ بھی نہیں۔ پس حضرت مسیح کا ایسا کرنا بتاتا ہے۔ کہ اس لڑکی کو غشی تھی۔ چونکہ غش خوردہ انسان کے اردگرد ہجوم کا ہونا مضر ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہوا کثیف ہو جاتی ہے۔ اور بیمار کو ہوش میں لانے کیلئے لطیف ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلئے حضرت مسیح نے بھی سب لوگوں کو اندر نہ آنے دیا *

ششم:- اس تمام واقعہ کے بعد حضرت مسیح نے "انہیں تاکید سے حکم دیا۔ کہ کوئی نہ جانے" یعنی اس واقعہ کی کسی کو خبر نہ کرنا۔ اس سے بھی بین طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ مردہ لڑکی کو زندہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ اسے بے ہوشی سے ہوش میں لایا گیا ہے۔ کیونکہ اگر اسکو زندہ کیا ہوتا۔ تو اس واقعہ کے چھپانے کی کیوں تاکید کی جاتی۔ بلکہ چاہیئے تھا کہ بڑے زور شور سے اس کی اشاعت کی جاتی۔ اور لوگوں کو نشان کے طور پر اس سے آگاہ کیا جاتا لیکن اسکے برعکس کیا گیا ہے ہاں اسکے مشہور کرنے سے روکنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ چونکہ حضرت مسیح...... لڑکی کو غشی کی حالت سے ہوش میں لائے تھے۔ اور ایک بیماری سے اسے شفا دلائی تھی۔ اسلئے انہوں نے اس بات کو مشہور کرنے سے روک دیا۔ کیونکہ انہوں نے یہ سمجھا کہ اگر لوگوں کو اسکی خبر ہو گئی تو جہاں کوئی ایسا بیمار ہو گا۔ وہاں سے مجھے بلانے کے لئے دوڑ پڑینگے۔ اور اسطرح میرے اصل کام یعنی تبلیغ حق میں حرج واقعہ ہو گا اسکے سوا اور کوئی وجہ اس واقعہ کو شہرت دینے سے روکنے کی نہیں ہو سکتی *

میں نے اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق ان واقعات پر تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ اور خدا کے فضل سے انجیل کے فقروں سے ہی ثابت کیا ہے کہ اگر ان واقعات میں کچھ اصلیت ہے تو وہ یہاں تک ہی ہے کہ یہ آدمی مرے نہیں تھے۔ بلکہ بیمار تھے۔ اور ان کو حضرت مسیح کے ذریعہ شفا ہوئی پس یہی ثابت کرنا میرا مقصد تھا جو حاصل ہو گیا۔ فالحمد للہ رب العٰلمین *

غلام نبی (دبلانوی)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا تقویٰ

بعض احمدی احباب حسن ظنی سے بہت کام لیتے ہیں۔ گویہ کام مقابلہ بدظنی احسن اور اعلیٰ ہے۔ مگر ظن کی کچھ انتہا بھی ہونی چاہیئے مذکورہ بالا احباب کا خیال ہے کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب صوفی منش متقی آدمی ہے۔ صرف مولوی محمد علی صاحب کے تعلق نے مجبور کر رکھا ہے کہ صاحبزادہ صاحب کی بیعت نہیں کرتے۔ میں ان احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ اب پردہ اُٹھ گیا ہے۔ صوفی کی صفائی ہو گئی۔ چھوٹے ہتھیار ہیں پر اور وہ بھی بالکل جھوٹے میں اتر پڑے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذاتی عناد ڈاکٹر صاحب کو حضرت صاحب اقدس کی اولاد سے ہے۔ جو باطل کذب بیانی سے نہیں جھجکتے۔ بر سر بازار لوگوں میں صاحبزادہ صاحب کے متعلق خطاب خلیفۃ المسلمین والی جھوٹی افواہ برابر پھیلا رہے ہیں پرسوں کا واقعہ ہے کہ حکیم اخویم محمد عبد الجلیل صاحب جو متقی انسان مبائعین میں سے ہیں۔ ان سے ڈاکٹر صاحب کی ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے کہ صاحبزادہ صاحب نے واقعی درخواست خلیفۃ المسلمین بننے کے لئے گورنمنٹ میں دی ہے۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ کیا گورنمنٹ نے بھی اپنی چٹھی میں جھوٹ بولا ہے کہنے لگے کئی راستوں سے ہمیں پختہ یقین ہے کہ واقعی درخواست دی گئی ہے"

اب تقوےٰ اور دیانت تو یہی چاہتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہم مسکینوں پر رحم فرماکر ضرور اپنے اخبار پیغام میں حلفیہ طور پر پوری پوری روشنی ڈالیں۔ تاکہ آپ کے تقوے کا پتہ عام کو بھی لگ جائے کہ کہاں تک آپ **ولا تکتموا الشھادۃ** پر عمل کرتے ہیں اور **ولا تقف ما لیس لک بہ علم** سے ڈرکر شہادت حقہ بیان کرتے ہیں۔

افسوس کہ آپ لوگ اجنبیت سے گزرکر عداوت کی منزل بھی طے کرنے کو تیار ہو گئے ہیں۔ اور سچ جھوٹ کی تمیز نہیں کرتے۔ میں از راہ ہمدردی ڈاکٹر صاحب سے عرض کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے **قول الزور** کو ہمراہ **من الاوثان** بیان فرماکر یہ ثابت کیا ہے کہ جھوٹ بولنے والا بھی ایک قسم کا مشرک ہی ہے۔ اور جناب ڈاکٹر صاحب آپ نے عجیب پیرایہ میں **نعوذ باللہ** جناب مسیح موعود نبی اللہ کو مشرک لکھا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی غیرت نے نہ چاہا کہ آپ کو اس الزام سے پاک رکھے بلکہ آپ نے دیدہ دانستہ حکیم عبد الجلیل صاحب سے جھوٹ بولکر ایک قسم کا شرک حاصل کیا اور اگر یہ درخواست سچی بات ہے تو پیغام میں حلفیہ چھاپ دو۔ نہیں تو خود کردہ را علاج نیست والا آپ سے معاملہ ہوا۔ اسکے واسطے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ ہزار بار شکستی و باز آ۔

ڈاکٹر بشارت احمد ۱۱۔ اپریل پیغام میں "اول تو کسی نبی کا کسی کو نبی بنانا کیا معنے ... نبوت و رسالت ملنے میں کسی انسان کا دخل نہیں اور ایسا دخل شرک ہے" *	میں حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی "آپ کی (محمد رسول اللہ صلعم) توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی" *

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم یہ ہے قطع تعلق کا نتیجہ۔ سنگ مرمر کے بوسہ دینے والوں کو بت پرست لکھنے والے۔ اچھا نتیجہ نہیں اٹھا سکتے۔ تو آپ لوگ لخت جگر رسول کو مقابلہ میں کیا سکھ حاصل کرینگے۔ وافوض امری الی اللہ

باقی پھر بشرط ضرورت آئندہ * (محمد ابراہیم بقاپوری [illegible])

خواجہ صاحب سے ایک ضروری سوال

خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء کیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا منکر کافر بالمحمد یا کافر بالاسلام نہیں۔ بلکہ کافر بالمسیح ہے۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ۔

"ایک نہایت ضروری اعلان"

میں خواجہ صاحب کے کسی مضمون کا ایک فقرہ نقل کرتے ہیں وہو ہذا

جو مسیح کا انکار کرتے ہیں وہ صرف مسیح کے کافر ہیں نہ کہ اسلام کے دیکھو اعلان ضروری صفحہ ۱۸

اسپر میں خواجہ صاحب سے ملتمس ہوں۔ کہ چلو تھوڑی دیر کے لیئے مان لیتے ہیں کہ حضرت اقدس کے دعاوی پر ایمان نہ لانے والا شخص کافر بالمسیح ہے کافر بالمحمد یا کافر بالاسلام نہیں لیکن آپ لوگ اِس شخص کو کیا کہیں گے۔ جو حضرت اقدس کو کافر قرار دیتا ہے اگر آپ کہیں کہ وہ کافر بالمسیح ہے تو پھر آپ کو ماننا پڑے گا کہ حضرت صاحب کا محض منکر اور مکفر ایک ہی فتوے کے مستحق ہیں۔ اور وہ دونوں ایک ہی جرم میں ملزم ہیں کیونکہ جسطرح دعاوی کا منکر کافر بالمسیح ہے۔ اسی طرح حضرت صاحب کو کافر کہنے والا بھی کافر بالمسیح ہی ہوگا نہ کچھ اور۔ اور اگر آپ کہیں کہ حضرت صاحب کو کافر کہنے والا کافر بالمحمد یا کافر بالاسلام ہے تو یہ مشاہدہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت صاحب کو کافر کہنے والا شخص حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور دین اسلام کی صداقت کا تو بہرحال قایل ہے۔ اسے کافر بالمحمد یا کافر بالاسلام آپ کسطرح کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر آپ کہیں کہ حضرت صاحب کا مکفر کافر بالمحمد اسطرح ہے کہ اسنے باوجود حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشاد کے کہ کسی مسلمان کو کافر مت کہو پھر ایک مسلمان کو کافر کہا۔ اور اسطرح پر وہ کافر بالمحمد بنا۔ تو میں بھی یہ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا محض منکر بھی کافر بالمحمد ہے۔ کیونکہ باوجود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشاد کے کہ آنیوالا مسیح تمہارا امام ہوگا۔ اسے میرا سلام پہنچانا۔ اور اسکی اتباع کرنا۔ پھر حضرت مسیح موعود کو قبول نہ کیا۔ اور اسطرح پر وہ کافر بالمحمد بنا۔ غرض صرف اسی قدر التماس ہے کہ حضرت صاحب کو کافر کہنے والا کافر بالمسیح ہے یا کافر بالمحمد یا کافر بالاسلام + (ذرا سنبھلکر جواب دیجیگا) +

فہرست نو مبایعین

۲۰ مئی ۱۹۱۵ء سے ۹ جون ۱۹۱۵ء

- دادی حمیدہ صاحبہ مطلوب خان صاحب کانگڑہ
- دختر مولوی تاج الدین صاحب سید والہ
- اہلیہ " " " "
- عبد اللطیف صاحب کانگڑہ
- مسٹر عزیز احمد صاحب راولپنڈی
- والدہ صاحبہ " "
- حسن الدین صاحب سیالکوٹ
- غلام محمد صاحب گجرات
- منشی عبد الرحمن صاحب پٹیالہ
- عبد القیوم صاحب بٹالوی لاہور
- عبد الرحمن صاحب مونگیری کلکتہ
- مولوی فتح محمد خان صاحب لائل پور
- عبد الرحمن صاحب جہلم
- کریم الدین صاحب لاہور
- عبد الرحیم صاحب سیالکوٹ
- عطا محمد صاحب "
- کریم شاہ صاحب الہ آباد
- مستری محمد ابراہیم صاحب ڈیرہ غازیخان
- صالح محمد صاحب گجرات
- سردار امام خان صاحب ملک برار
- اہلیہ " " "
- فرزند " " "
- " " " "
- عبد اللہ صاحب پٹیالہ
- منشی بشیر الدین صاحب ہمیر پور
- محمد دین صاحب گجرات
- اللہ دتا صاحب "
- رحمت خان صاحب "
- حمزہ بخش صاحب کوہ میرپور
- مستری امام الدین صاحب لاہور
- عبد المجید صاحب مالابار
- عبد الکریم صاحب میرٹھ
- محمد صاحب مالابار
- محمد علی صاحب "
- ہمشیرہ صاحبہ سید عابد حسین صاحب منٹگمری محمد حسین صاحب راولپنڈی

بیعت خلافت

- غلام رسول خان صاحب ملکری
- عبد الحی صاحب ولد مولانا سید فضل الدین صاحب گجرات
- محمد حسین صاحب گجرات
- اہلیہ صاحبہ محمد سلیمان صاحب آڑھا
- اعجاز علیشاہ محمد صاحب کانگڑہ
- اہلیہ اول " " " "
- اہلیہ دوم " " "
- مولوی محمد عبد العزیز صاحب حیدرآباد دکن
- سائیں مولا بخش صاحب لائل پور
- محمد بخش صاحب "
- مسماۃ عمری صاحب "
- مسماۃ صغرا لائل پور
- گاما صاحب "
- قادر بخش صاحب "
- علی محمد صاحب "
- فضل محمد صاحب "
- غلام محمد صاحب لائل پور
- عزیز اللہ صاحب "
- مسماۃ بینا صاحبہ "
- مسماۃ رانی صاحبہ "

میزان ۵۶